فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کے دوران سیدنا زکریا علیہ السلام سے مکالمہ ہوا، سیدنا زکریا علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ : قَدْ غَضِبَ إِلٰهُ زَكَرِيَّا لِزَكَرِيَّا، فَتَعَالَوْا حَتّٰى نَغْضَبَ لِمَلِكِنَا، فَنَقْتُلَ زَكَرِيَّا، قَالَ : فَخَرَجُوا فِي طَلَبِي لِيَقْتُلُونِّي، فَجَائَنِي النَّذِيرُ، فَهَرَبْتُ مِنْهُمْ، وَإِبْلِيسُ أَمَامَهُمْ، يَدُلُّهُمْ عَلَيَّ، فَلَمَّا أَنْ تَخَوَّفْتُ أَنْ لَّا أُعْجِزَهُمْ، عَرَضَتْ لِيَ شَجَرَةٌ، فَنَادَتْنِي، فَقَالَتْ : إِلَيَّ، وَانْصَدَعَتْ لِي، فَدَخَلْتُ فِيهَا، قَالَ : وَجَاءَ إِبْلِيسُ حَتّٰى أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِي، وَالْتَأَمَتِ الشَّجَرَةُ، وَبَقِيَ طَرَفُ رِدَائِي خَارِجًا مِّنَ الشَّجَرَةِ، وَجَائَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ، فَقَالَ إِبْلِيسُ : أَمَا رَأَيْتُمُوهُ دَخَلَ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ، هٰذَا طَرَفُ رِدَائِهٖ، دَخَلَهَا بِسِحْرِهٖ، فَقَالُوا : نُحَرِّقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ، فَقَالَ إِبْلِيسُ : شُقُّوهَا بِالْمِنْشَارِ شَقًّا، قَالَ :

فَشُقِقْتُ مَعَ الشَّجَرَةِ بِالْمِنْشَارِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا زَكَرِيَّا! هَلْ وَجَدْتَّ لَهٗ مَسًّا أَوْ وَجَعًا؟، قَالَ : لَا، إِنَّمَا وَجَدْتُّ ذٰلِكَ الشَّجَرَةَ جَعَلَ اللّٰهُ رُوحِي فِيهَا .

''بنی اسرائیل نے کہا کہ زکریا کا الٰہ اس سے ناراض ہو گیا ہے، آؤ ہم اپنے بادشاہ کی خاطر زکریا سے ناراض ہو جائیں اور اسے قتل کر دیں۔ وہ مجھے (زکریا علیہ السلام کو) قتل کرنے کے لیے تلاش کرنے لگے۔ ایک شخص نے مجھے اس بات کی اطلاع دی تو میں بھاگ نکلا۔ ابلیس ان لوگوں کے آگے آگے تھا اور میرے بارے میں ان کو بتا رہا تھا۔ جب مجھے خوف ہوا کہ میں مزید بھاگ نہیں پاؤں گا تو ایک درخت میرے سامنے آ کر کہنے لگا: میرے پاس آ جاؤ۔ یہ کہہ کر اس کا تنا پھیل گیا۔ میں اس میں داخل ہونے لگا۔ اتنی دیر میں ابلیس نے آ کر میری چادر کا ایک کونہ پکڑ لیا۔ اسی دوران درخت کا تنا لپٹ گیا اور میری چادر کا کونہ درخت سے باہر ہی رہ گیا۔ جب بنی اسرائیل آئے تو ابلیس ان سے کہنے لگا: کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ زکریا اپنے جادو کے ذریعے اس درخت میں داخل ہو گیا ہے۔ یہ رہا اس کی چادر کا کونہ! بنی اسرائیل کہنے لگے کہ ہم اس درخت کو جلائیں گے۔ ابلیس نے کہا: اسے آرے سے چیر دو۔ یوں آرے سے مجھے درخت کے ساتھ ہی چیر دیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زکریا علیہ السلام سے پوچھا: کیا اس سے آپ کو کوئی گزند یا تکلیف پہنچی؟ سیدنا زکریا علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، مجھے تو یوں لگا کہ میری روح اللہ تعالیٰ نے درخت ہی میں ڈال دی تھی۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر : 56/19)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔اسحاق بن بشر بن محمد بن عبداللہ، ابوحذیفہ، بخاری ''متروک وکذاب'' ہے۔

(مِيزان الاعتدال للذّهبي :1/184-186)

سیدنا زکریا علیہ السلام سے منسوب اسی طرح کا واقعہ بعض تابعین سے بھی بیان کیا گیا ہے، ان سے مروی روایات کا حال بھی ملاحظہ فرمائیں؛

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ والی روایت (تاریخ دمشق:207/64) میں علی بن زید بن جدعان ''ضعیف'' ہے۔

❁ وہب بن منبہ رحمہ اللہ والی روایت (تاریخ دمشق:55/19) جھوٹی ہے۔

① عبدالمنعم بن ادریس ''متروک وکذاب'' ہے۔

② اس کا باپ ادریس بن سنان، ابوالیاس صنعانی ''ضعیف'' ہے۔

❁ محمد بن اسحاق بن یسار کی بیان کردہ روایت (تاریخ طبری:536/1) بھی سخت ضعیف ہے۔محمد بن حمید رازی ''ضعیف وکذاب'' ہے۔

ثابت ہوا کہ سیدنا زکریا علیہ السلام کا درخت سے پناہ طلب کرنا ثابت نہیں۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کی کسی نے امامت نہیں کی، بلکہ فرداً فرداً اس طرح ادا کی گئی کہ لوگ گروہ در گروہ ایک دروازے سے حجرے میں داخل ہو کر تکبیرات کہتے، درود پڑھتے، دُعا کرتے اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے۔

❁ سیدنا سالم بن عبید رضی اللہ عنہ، جو اصحاب صفہ میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں:

أُغْمِيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ، فَأَفَاقَ، فَقَالَ : «أَحضَرَتِ الصَّلَاةُ؟» قَالُوا : نَعَمْ، قَالَ : «مُرُوا بِلاَلًا فَلْيُؤَذِّنْ، وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ، فَقَالَ : «أَحضَرَتِ الصَّلَاةُ؟» فَقُلْنَ : نَعَمْ، فَقَالَ : «مُرُوا بِلاَلًا فَلْيُؤَذِّنْ، وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، قَالَتْ عَائِشَةُ : إِنَّ أَبِي رَجُلٌ أَسِيفٌ، فَقَالَ : «إِنَّكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ، مُرُوا بِلاَلًا فَلْيُؤَذِّنْ، وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، فَأَمَرْنَ بِلاَلًا، أَنْ يُؤَذِّنَ، وَأَمَرْنَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ؟» قُلْنَ : نَعَمْ، قَالَ : «ادْعُوا لِي إِنْسَانًا أَعْتَمِدُ عَلَيْهِ»، فَجَاءَ تْ بَرِيرَةُ وَآخَرُ مَعَهَا، فَاعْتَمَدَ عَلَيْهَا، فَجَاءَ، وَأَبُو بَكْرٍ يُّصَلِّي، فَجَلَسَ إِلٰى جَنْبِهِ، فَذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَّتَأَخَّرُ، فَحَبَسَهٗ، حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عُمَرُ : لَا يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ بِمَوْتِهٖ إِلَّا ضَرَبْتُهٗ بِسَيْفِي هٰذَا، فَسَكَتُوا وَكَانُوا قَوْمًا أُمِّيِّينَ، لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ نَبِيٌّ قَبْلَهٗ، قَالُوا : يَا سَالِمُ، اذْهَبْ إِلٰى صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَادْعُهٗ، قَالَ : فَخَرَجْتُ، فَوَجَدْتُ أَبَا بَكْرٍ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ،

قَالَ أَبُو بَكْرٍ : مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قُلْتُ : إِنَّ عُمَرَ يَقُولُ : لَا يَتَكَلَّمُ أَحَدٌ بِمَوْتِهِ إِلَّا ضَرَبْتُهُ بِسَيْفِي هٰذَا، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى سَاعِدِي، ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي حَتّٰى دَخَلَ، قَالَ : فَوَسَّعُوا لَهُ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَكَبَّ عَلَيْهِ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَّمَسَّ وَجْهُهُ وَجْهَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى اسْتَبَانَ لَهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾(الزمر : ٣٠)، قَالُوا : يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَعَلِمُوا أَنَّهُ كَمَا قَالَ، قَالُوا : يَا صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ نُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالُوا : وَكَيْفَ يُصَلّٰى عَلَيْهِ؟ قَالَ : يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُونَ وَيَدْعُونَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ، وَيَجِيءُ آخَرُونَ، قَالُوا : يَا صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ يُدْفَنُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالُوا : وَأَيْنَ يُدْفَنُ؟ قَالَ : فِي الْمَكَانِ الَّتِي قَبَضَ اللّٰهُ فِيهَا رُوحَهُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَقْبِضْ رُوحَهُ إِلَّا فِي مَكَانٍ طَيِّبَةٍ، قَالَ : فَعَلِمُوا أَنَّهُ كَمَا قَالَ، ثُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ : عِنْدَكُمْ صَاحِبُكُمْ، وَخَرَجَ أَبُو

بَكْرٍ، وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ، فَجَعَلُوا يَتَشَاوَرُونَ بَيْنَهُمْ، ثُمَّ قَالُوا : انْطَلِقُوا إِلٰى إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَإِنَّ لَهُمْ مِّنْ هٰذَا الْحَقِّ نَصِيبًا، فَأَتَوُا الْأَنْصَارَ، فَقَالَ الْأَنْصَارُ : مِنَّا أَمِيرٌ وَّمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالَ عُمَرُ : سَيْفَانِ فِي غَمْدٍ وَّاحِدٍ، إِذًا لَّا يَصْلُحَانِ، ثُمَّ أَخَذَ بَيْدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ : مَنْ لَّهٗ هٰذِهِ الثَّلَاثُ؟ ﴿إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾(التوبة : ٤٠)، مَنْ صَاحِبُهٗ ﴿إِذْ هُمَا فِى الْغَارِ﴾(التوبة : ٤٠) مَنْ هُمَا ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾(التوبة : ٤٠)، مَعَ مَنْ؟ ثُمَّ بَايَعَهٗ، ثُمَّ قَالَ : بَايِعُوا، فَبَايَعَ النَّاسُ أَحْسَنَ بَيْعَةٍ وَّأَجْمَلَهَا .

''رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔جب افاقہ ہوا،تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں!،تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلال کو کہیں کہ وہ اذان دیں اور ابو بکر کو کہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔پھر آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔پھر جب افاقہ ہوا، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ ازواج مطہرات نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: بلال کو کہیں کہ وہ اذان دیں اور ابو بکر کو کہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میرے ابو جی بڑے کمزور دل والے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: آپ ان عورتوں کی طرح ہیں، جو یوسف کو دیکھنے کے لئے جمع ہوگئیں تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: بلال کو کہیں کہ وہ اذان دیں اور ابو بکر کو کہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔پھر انہوں نے

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا کہا۔ جب جماعت کھڑی ہوگئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا جماعت شروع ہو گئی ہے؟ ازواجِ مطہرات نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے لئے کوئی ایسا آدمی دیکھیں، جس کا میں سہارا لے سکوں۔ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا اور ایک دوسرا آدمی آئے۔ ان دونوں کا سہارا لیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ایک جانب آ کر بیٹھ گئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک دیا، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے، تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سن لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، تو میں اسے اپنی تلوار سے مار ڈالوں گا۔ اس پر لوگ خاموش ہو گئے، کیونکہ وہ اَن پڑھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ لوگوں نے مجھے کہا: سالم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا لائیں۔ میں ان کی طرف نکلا۔ میں نے انہیں مسجد میں کھڑے دیکھا۔ انہوں نے دریافت کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں؟ میں نے کہا: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سن لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، تو میں اسے اپنی تلوار سے مار ڈالوں گا۔ انہوں نے میری کلائی پکڑی اور چل پڑے، یہاں تک کہ حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں داخل ہو گئے۔ لوگوں نے ان کو راستہ دیا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر جھک

گئے، حتی کہ ان کا چہرہ آپ ﷺ کے رخِ انور کو چھو گیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ واقعی وفات پا چکے ہیں۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ (الزمر: ۳۰) ''بلاشبہ آپ بھی فوت ہونے والے ہیں، یقیناً یہ (کفار) بھی مر جائیں گے۔'' صحابہ کرام نے پوچھا: اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی! کیا رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! تو لوگوں نے جان لیا کہ صحیح بات ایسے ہی ہے۔ پھر صحابہ کرام نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے صحابی! کیا رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ بھی ادا کی جائے گی؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! صحابہ کرام نے پوچھا: ہم آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کیسے ادا کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: کچھ لوگ اندر (حجرہ میں) داخل ہوں گے، تکبیریں پڑھیں گے اور دعا کریں گے۔ پھر وہ باہر آ جائیں گے اور دوسرے لوگ جائیں گے۔ صحابہ نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے صحابی! کیا رسول اللہ ﷺ کی تدفین بھی ہو گی؟ فرمایا: جی ہاں۔ صحابہ نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی تدفین کہاں ہو گی؟ فرمایا: جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ کی روح کو اللہ تعالیٰ نے قبض کیا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی روح کو اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ جگہ ہی میں قبض کیا ہے؟ تو لوگوں نے جان لیا کہ صحیح بات یہی ہے۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ابھی) آپ کے صاحب (نبی کریم ﷺ) آپ کے پاس ہیں۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چلے گئے اور مہاجرین جمع ہو کر (خلافت کے بارے میں) باہم مشورہ کرنے لگے۔ انہوں نے کہا: انصاری بھائیوں کے پاس چلیں کہ ان کا بھی اس (خلافت)

میں حق ہے۔ وہ انصار کے پاس آئے، تو انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ایک آپ میں سے ہوگا۔ اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو تلواریں ایک میان میں! دونوں ہی درست نہیں رہیں گی۔ پھر انہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ تینوں باتیں کس کے بارے میں ہیں؟ ﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ ''جب نبی اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے۔'' وہ ساتھی کون تھا؟ ﴿اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ ''جب وہ دونوں غار میں تھے۔'' وہ دونوں کون تھے؟ ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ ''آپ غم نہ کھایئے، بلاشبہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' کس کے ساتھ؟ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور لوگوں سے فرمایا: آپ بھی بیعت کریں، تو سب لوگوں نے بڑے خوبصورت اور احسن انداز میں بیعت کر لی۔''

(سنن ابن ماجه : 1234، الشَّمائل المحمّديّة للترمذي : 396، مسند عبد بن حُمَيد : 365، المُعجم الكبير للطّبراني : 65/7، دلائل النُّبوّة للبَيْهقي : 299/7، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1514، 1624) نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

✿ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ، رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ.

''یہ سند صحیح ہے اور اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔''

(مِصباح الزُّجاجة : 146/1، ح : 1234)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ، لٰكِنَّهٗ مَوْقُوْفٌ.

''سند صحیح ہے، البتہ یہ قول صحابی ہے۔''

(فتح الباري :523/1)

❁ سنن کبریٰ بیہقی (30/4، وسندہ حسن) میں یہ الفاظ ہیں:

يَجِيئُونَ عُصْبًا عُصْبًا، فَيُصَلُّونَ .

''لوگ گروہ در گروہ داخل ہو کر نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ ادا کریں گے۔''

❁ شمائلِ ترمذی (396، وسندہ حسن) میں یہ الفاظ ہیں:

قَالُوا : يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيُصَلّٰى عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالُوا : وَكَيْفَ؟ قَالَ : يَدْخُلُ قَوْمٌ، فَيُكَبِّرُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَدْعُونَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ، ثُمَّ يَدْخُلُ قَوْمٌ، فَيُكَبِّرُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَدْعُونَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ، حَتّٰى يَدْخُلَ النَّاسُ .

''لوگوں نے پوچھا: اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی! کیا رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ بھی ادا کی جائے گی؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! انہوں نے پوچھا: کیسے؟ فرمایا: لوگ اندر (حجرہ میں) داخل ہوں گے، تکبیریں پڑھیں گے، درود پڑھیں گے اور دعا کریں گے، پھر باہر آ جائیں گے۔ پھر لوگوں کا دوسرا گروہ داخل ہوگا، وہ تکبیریں پڑھیں گے، درود پڑھیں گے اور دعا کر کے باہر آ جائیں گے۔ ایسے ہی باقی لوگ داخل ہوتے جائیں گے۔''

❁ سیدنا ابوعسیم/ابوعسیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ شَهِدَ الصَّلَاةَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قَالُوا : كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ؟ قَالَ : ادْخُلُوا أَرْسَالًا أَرْسَالًا، قَالَ : فَكَانُوا يَدْخُلُونَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ، فَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنَ الْبَابِ الْآخَرِ، قَالَ : فَلَمَّا وُضِعَ فِي لَحْدِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ الْمُغِيرَةُ : قَدْ بَقِيَ مِنْ رِجْلَيْهِ شَيْءٌ لَّمْ يُصْلِحُوهُ، قَالُوا : فَادْخُلْ فَأَصْلِحْهُ، فَدَخَلَ، وَأَدْخَلَ يَدَهٗ، فَمَسَّ قَدَمَيْهِ، فَقَالَ : أَهِيلُوا عَلَيَّ التُّرَابَ، فَأَهَالُوا عَلَيْهِ التُّرَابَ، حَتّٰى بَلَغَ أَنْصَافَ سَاقَيْهِ، ثُمَّ خَرَجَ، فَكَانَ يَقُولُ : أَنَا أَحْدَثُكُمْ عَهْدًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کے وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے، لوگ کہنے لگے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کیسے ادا کریں؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک ایک گروہ کی شکل میں داخل ہوں۔ چنانچہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کرتے اور دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں اتارا گیا، تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں کی جانب سے کچھ حصہ ایسا رہ گیا، جسے درست نہیں کیا گیا۔ لوگوں نے کہا: پھر آپ ہی قبر میں اتر کر اسے صحیح کر دیں۔ چنانچہ وہ قبر مبارک میں اترے اور اپنا ہاتھ قبر میں ڈالا۔ جب قدم مبارک کو چھوا، تو کہنے لگے: اب میری طرف سے مٹی ڈالیں، لوگوں نے مٹی ڈالنا شروع کر دی، یہاں تک کہ وہ ان (سیدنا

مغیرہ رضی اللہ عنہ) کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچ گئی۔ پھر وہ باہر نکل آئے اور کہنے لگے:
نبی کریم ﷺ سے سب سے قریب کا زمانہ مجھے ملا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 81/5، ح : 21047، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ قَالُوا : كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ؟ قَالُوا : ادْخُلُوا مِنْ ذَا الْبَابِ أَرْسَالًا أَرْسَالًا، فَصَلُّوا عَلَيْهِ، وَاخْرُجُوا مِنَ الْبَابِ الْآخَرِ .

''جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے، تو بعض صحابہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ کیسے ادا کی جائے؟ تو (کبار) صحابہ نے جواب دیا: اس دروازے سے گروہ درگروہ داخل ہوتے جائیں اور نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ ادا کر کے دوسرے دروازے سے نکلتے جائیں۔''

(طَبَقات ابن سعد : 289/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اہل علم کا فیصلہ:

① امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ لِعِظَمِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي، وَتَنَافُسِهِمْ فِي أَنْ لَّا يَتَوَلَّى الْإِمَامَةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَاحِدٌ، وَصَلَّوْا عَلَيْهِ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةً .

''میرے ماں باپ نبی کریم ﷺ پر قربان! آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ اس لیے فرداً فرداً ادا کی گئی کہ اس میں آپ ﷺ کی عظمت کا اظہار تھا، نیز صحابہ کرام نہ

چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کی نماز جنازہ کا کوئی امام بنے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیہقي : 30/4، وسندہٗ صحیحٌ)

② حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا صَلَاةُ النَّاسِ عَلَيْهِ أَفْذَاذًا، فَمُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ، عِنْدَ أَهْلِ السِّيَرِ، وَجَمَاعَةُ أَهْلِ النَّقْلِ لَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ .

''نبی کریم ﷺ کی فرداً فرداً نمازِ جنازہ ادا کرنے پر اہل سیرت کا اجماع ہے، محدثین کا بھی اس میں اختلاف نہیں۔''

(التّمهيد : 397/24)

③ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الصَّنِيعُ، وَهُوَ صَلَاتُهُمْ عَلَيْهِ فُرَادٰى، لَمْ يَؤُمَّهُمْ أَحَدٌ عَلَيْهِ، أَمْرٌ مُّجْمَعٌ عَلَيْهِ، لَا خِلَافَ فِيهِ .

''نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ کے فرداً فرداً ادا کیے جانے اور کسی کے امامت نہ کرانے پر اجماع و اتفاق ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔''

(البِداية والنّهاية : 232/5)

مدینہ میں موجود کسی صحابی کا آپ ﷺ کا جنازہ نہ پڑھنا ثابت نہیں۔

سوال: خطبہ جمعہ سے پہلے منبر پر بیٹھ کر وعظ اور تقریر کرنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگ خطبہ جمعہ سے پہلے منبر پر بیٹھ کر وعظ و تقریر کرتے ہیں، پھر دو خطبے پڑھ کر نمازِ جمعہ ادا کرتے ہیں۔ ان کا یہ اقدام درست نہیں، یہ طریقہ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں، نیز سلف صالحین کے عمل کے خلاف ہے۔

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ؛ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا، يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيُذَكِّرُ النَّاسَ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دو خطبے ارشاد فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے درمیان میں بیٹھتے اور (دونوں میں) قرآنِ کریم پڑھ کر لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔''

(صحيح مسلم : 862)

اس مروجہ وعظ پر جو دلائل پیش کرتے ہیں، ان کا تجزیہ پیش خدمت ہے؛

❁ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلٰى جَانِبِ الْمِنْبَرِ --- ثُمَّ يَقْبِضُ عَلٰى رُمَّانَةِ الْمِنْبَرِ، يَقُولُ : قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَقُولُ فِي بَعْضِ ذٰلِكَ : وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فَإِذَا سَمِعَ حَرَكَةَ بَابِ الْمَقْصُورَةِ بِخُرُوجِ الْإِمَامِ؛ جَلَسَ .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن منبر کی ایک طرف کھڑے ہو جاتے ---، پھر منبر کا کنارہ پکڑ کر فرماتے: ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں

فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا، صادق ومصدوق ﷺ نے یوں فرمایا۔ بعض دفعہ یہ کہتے: اہل عرب کے لیے اس شر سے ہلاکت ہے، جو قریب آ چکا ہے۔ پھر جب امام کے نکلنے کی وجہ سے باب المقصورہ کی حرکت سنتے، تو بیٹھ جاتے۔''

(المُستدرك للحاكم :108/1)

تجزیہ:

سند منقطع (ضعیف) ہے۔ محمد بن زید بن عبداللہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ انْقِطَاعٌ .

''اس سند میں انقطاع ہے۔''

(تلخيص المُستدرك :108/1)

❀ حمید بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرَ فِي الْقَصَصِ سِنِينَ، فَأَبٰى أَنْ يَّأْذَنَ لَهٗ، فَاسْتَأْذَنَهٗ فِي يَوْمٍ وَّاحِدٍ، فَلَمَّا أَكْثَرَ عَلَيْهِ؛ قَالَ لَهٗ : مَا تَقُولُ ؟ قَالَ : أَقْرَأُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، وَآمُرُهُمْ بِالْخَيْرِ، وَأَنْهَاهُمْ عَنِ الشَّرِّ، قَالَ عُمَرُ : ذٰلِكَ الذِّبْحُ، ثُمَّ قَالَ : عِظْ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ فِي الْجُمُعَةِ، فَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ يَوْمًا وَّاحِدًا فِي الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ؛ اسْتَزَادَهٗ، فَزَادَهٗ يَوْمًا آخَرَ .

''سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کئی سال وعظ کرنے کے بارے میں

اجازت طلب کرتے رہے،لیکن انہوں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے ایک دن کے لیے اجازت طلب کی۔ جب زیادہ اصرار کیا،تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ (وعظ میں) کیا کہیں گے؟ انہوں نے عرض کیا: میں قرآن پڑھوں گا،نیکی کا حکم دوں گا اور برائی سے منع کروں گا۔فرمایا: یہ(وعظ) ذبح ہونے کے مترادف ہے۔پھر فرمایا: جمعہ کے دن میرے (خطبہ کے لیے) نکلنے سے پہلے وعظ کر لیا کیجیے۔یوں سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ ہفتے میں ایک دن وعظ کرتے رہے۔جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے،تو سیدنا تمیم رضی اللہ عنہ نے ان سے زیادہ وعظ کرنے کی اجازت طلب کی،جس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک اور دن کی اجازت دے دی۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عَساکر :11/80-81)

تجزیہ:

سند ضعیف ہے۔

① زہری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

② حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

③ عبداللہ بن نافع صائغ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثِقَةٌ، صَحِيحُ الْكِتَابِ، فِي حِفْظِهِ لِينٌ .

''یہ ثقہ ہے،اس کی کتاب صحیح ہے،لیکن حافظہ میں کمزوری ہے۔''

(تقریب التّہذیب : 3659)

❀ ابوالزاہریہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى خَرَجَ الْإِمَامُ.

''میں سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کے دن (مسجد میں) بیٹھا کرتا تھا، آپ رضی اللہ عنہ ہم سے باتیں کرتے رہتے، یہاں تک کہ امام تشریف لے آتے۔''

(المُستدرك للحاكم: 288/1، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي: 366/1، وسندهٗ حسنٌ)

تجزیہ:

اس حدیث میں خطبہ جمعہ سے پہلے باتیں کرنے کا جواز ہے، خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ ونصیحت کا ثبوت نہیں۔

الحاصل:

خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ وتقریر کے نام پر بیان ثابت نہیں ہے۔ مذکورہ روایات کا جمعہ سے پہلے مروّجہ وعظ سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال: قبر پر کتبہ لگانا کیسا ہے؟

جواب: ہمارے ہاں قبروں کو پختہ اور چونا گچ کیا جاتا ہے اور ان پر کتبہ لگا کر آیات قرآنیہ یا اشعار وغیرہ لکھے جاتے ہیں، یہ حرام اور جاہلی رسم ہے۔ اگر قبر کچی ہو اور اس پر بطور نشانی پتھر رکھ کر اس پر میت کا نام لکھ دیا جائے، تو اگر چہ اس کو بھی بعض اہل علم نے مکروہ کہا ہے، مگر اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، البتہ اجتناب بہتر ہے۔

❁ علامہ سغدی حنفی رحمہ اللہ (۴۶۱ھ) کہتے ہیں:

أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ اسْمُ صَاحِبِهٖ.

''قبر پر میت کا نام لکھنا (بھی مکروہ ہے)۔''

(النُّتَف في الفتاوى :130/1)

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَئِمَّةَ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الشَّرْقِ إِلَى الْغَرْبِ مَكْتُوبٌ عَلٰى قُبُورِهِمْ، وَهُوَ عَمَلٌ أَخَذَ بِهِ الْخَلَفُ عَنِ السَّلَفِ .

''مشرق سے مغرب تک کے ائمہ مسلمین کی قبروں پر (ان کا نام) لکھا ہوا تھا، یہ عمل سلف سے خلف میں منتقل ہوا۔''

(المُستدرك :370/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا قُلْتُ طَائِلًا وَلَا نَعْلَمُ صَحَابِيًّا فَعَلَ ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ أَحْدَثَهُ بَعْضُ التَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ وَلَمْ يَبْلُغْهُمُ النَّهْيُ .

''میں زیادہ بات نہیں کرتا، البتہ ہم نہیں جانتے کہ کسی صحابی نے ایسا کیا ہو، یہ بعد میں بعض تابعین اور تبع تابعین وغیرہ نے جاری کیا، (ممکن ہے) انہیں ممانعت نہیں پہنچی ہوگی۔''

(تلخيص المُستدرك :370/1)

امام حاکم رحمہ اللہ کی مراد قبر پر میت کا نام لکھنا ہے، نہ کہ زمانہ جاہلیت کی طرح میت کی مدح وستائش اور اس کے کارنامے درج کرنا۔ یہ درست بات ہے۔

اگر یہ مراد ہو کہ وہ قبروں پر کتبے لگاتے تھے اور ان پر میت کے متعلق لکھتے تھے، تو یہ درست نہیں، جیسا کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

❁ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ وُجِدَ الْإِجْمَاعُ الْعَمَلِيُّ بِهَا .

”قبر پر (میت کا نام) لکھنے کے بارے میں عملی اجماع ہے۔“

(فتاوی شامی : 237/2)

❁ علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِالْكِتَابَةِ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَهٗ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ كِتَابَاتِ الْمَدْحِ وَالثَّنَاءِ؛ لِأَنَّ هٰذِهٖ هِيَ الَّتِي يَكُونُ بِهَا الْمَحْظُورُ، أَمَّا الَّتِي بِقَدَرِ الْإِعْلَامِ، فَإِنَّهَا لَا تُكْرَهُ .

”(ممنوع) کتابت سے مراد وہ ہے، جو زمانہ جاہلیت میں لوگ (قبروں پر) میت کی مدح وثنا لکھتے تھے، کیونکہ ممانعت اسی بنا پر ہے۔ نشانی کے طور پر (میت کا نام) لکھنا مکروہ نہیں۔“

(الشّرح المُمتِع لابن العُثَيمِين : 366/5)

❁ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْكِتَابَةُ عَلَيْهِ فِيهَا تَفْصِيلٌ؛ اَلْكِتَابَةُ الَّتِي لَا يُرَادُ بِهَا إِلَّا إِثْبَاتُ الْإِسْمِ لِلدَّلَالَةِ عَلَى الْقَبَرِ فَهٰذِهٖ لَا بَأْسَ بِهَا وَأَمَّا الْكِتَابَةُ الَّتِي تُشْبِهُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَهٗ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُكْتَبُ اسْمُ الشَّخْصِ وَيُكْتَبُ الثَّنَاءُ عَلَيْهِ وَأَنَّهٗ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا وَغَيْرُهٗ مِنَ الْمَدِيحِ أَوْ تُكْتَبُ الْأَبْيَاتُ . . فَهٰذَا حَرَامٌ وَمِنْ هٰذَا مَا يَفْعَلُهٗ بَعْضُ

الْجُهَّالِ أَنَّهُ يَكْتُبُ عَلَى الْحَجَرِ الْمَوْضُوعِ عَلَى الْقَبرِ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ مَثَلًا.. أَوْ غَيْرَهَا مِنَ الْآيَاتِ فَكُلُّ هٰذَا حَرَامٌ.

''قبر پر لکھنے کے متعلق تفصیل ہے۔ اگر صرف نام لکھا جائے، تا کہ قبر کی نشاندہی رہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر قبر پر لکھنا اہل جاہلیت کے مشابہ ہو کہ وہ قبر پر میت کا نام لکھتے تھے، اس کی تعریفیں، کارنامے اور اشعار لکھتے تھے، ......تو یہ حرام ہے۔ اسی طرح بعض جاہل لوگ قبر پر موجود پتھر پر سورت فاتحہ یا دیگر آیات قرآنیہ لکھ دیتے ہیں، یہ سب حرام ہے۔''

(شرح رِیاض الصّالحین : 522/6)

تنبیہ:

سنن ابی داود (۳۲۰۶) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پر پتھر رکھا اور فرمایا:

أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي.

''اس سے میں اپنے بھائی کی قبر معلوم کرلوں گا۔''

سند ضعیف ہے۔

① کثیر بن زید اسلمی وہم کھا جاتا تھا۔

② مطلب بن عبداللہ بن حنطب مدلس اور کثیر الارسال ہے۔ اس کا کسی صحابی سے سماع نہیں، ائمہ علل یہی کہتے ہیں۔ لہٰذا اس نے جو سماع کی صراحت کی ہے، وہ وہم ہے۔

تنبیہ:

سنن ترمذی (۱۰۵۲) میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبر پر

لکھنے سے منع فرمایا۔

مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ابن جریج اور ابوالزبیر کا عنعنہ ہے۔صحیح مسلم والی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

❀ اس روایت کی بنا پر علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) مطلق طور پر قبر پر لکھنا حرام سمجھتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

فِيهِ تَحْرِيمُ الْكِتَابَةِ عَلَى الْقُبُورِ، وَظَاهِرُهُ عَدَمُ الْفَرْقِ بَيْنَ كِتَابَةِ اسْمِ الْمَيِّتِ عَلَى الْقَبْرِ وَغَيْرِهَا .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ قبروں پر لکھنا حرام ہے۔اس کے ظاہر سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کا نام یا کوئی اور بات لکھنے میں کوئی فرق نہیں۔''

(نيل الأوطار : 104/4)

الحاصل:

قبر پر کتبہ لگانا جائز نہیں۔